حاملان قرآن

شیخ محمد افضل عمادی

از

مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی۔ ایس سی علیگ

وقت آن شد کہ می از ساغر خورشید زنم
لبے از نور تبسم چو سحر تازہ کنیم

شمس حق افضل و علمش قمر مطلع صدق
نوبت سلطنت شمس و قمر تازہ کنیم

ذات منبع ایمان، صفات مظہر احسان حق اور باطل کے درمیان مجسم فرقان، نمونۂ من کان خُلقہُ القرآن ۔ یہ مختصر صرف ان کے معارف قرآنی تک محدود ہے جو خود میں نے ان کی زبان سے سنی تھیں، علی مسمع منّی و مرأیً منہ۔ بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں :۔

حیات قتلیٰ

کلام اللہ میں ہے :۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۔ مطلب یہ ہے کہ :۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انھیں مردہ نہ سمجھو وہ تو اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں اور انھیں روزی ملا کرتی ہے ۔

سوال یہ تھا کہ کافروں سے جہاد کرتے ہوئے جو لوگ شہید ہوں کیا ان کے ذیل میں وہ پاک ہستیاں شامل نہیں جو نفس کافر سے دن رات مجاہدہ کرتے رہے اور اسی میں جان دی ۔

فرمایا :۔

۱ ۔ اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے ابتلائے یوم اُحُد کا تذکرہ فرمایا ہے کہ مومنین پر جو گذری وہ امتحان

کی ایک صورت تھی کہ مومن منافق سے اور صادق کاذب سے متمیز ہو جائے، یہاں فرمایا ہے کہ ان مومنین میں سے جو منہزم نہ ہوئے اور قتل ہوگئے وہ جناب الٰہی میں زندہ ہیں اور رزق یابندہ ہیں۔ لہٰذا آیت کو صرف انھیں کی حیات بعد الممات سے تعلق ہے اور بس۔

۲۔ شہدار مذکورین فی ہٰذہ الآیہ کی نسبت روایات میں اختلاف ہے۔ شہدائے احد و شہدائے بدر و شہدائے بیر معونہ کے لئے روایتیں وارد ہیں۔ اصول میں یہ ضابطہ مقرر ہے کہ "الاعتبار بعموم اللفظ لا بخصوص السبب" اس سے زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ مثلاً شہدائے احد کو جن حالات میں شہادت نصیب ہوئی دوسرے مجاہدین فی سبیل اللہ کو بھی اگر وہ حالات پیش آئیں تو شہادت کے بعد وہ بھی عند اللہ حی و مرزوق ہوں گے۔ غیر مقاتلین خواہ کسی درجہ کے ہوں یہ کرامت اُن کے لئے نہیں۔

۳۔ اس آیت کے بعد ہے:۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ	اللہ نے جو ان کو دیا اُس سے اُن کو فرحت ہوگی وہ خوش
بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ	ہوں گے کہ جو لوگ ان کے پیچھے تھے اور ان سے ملحق نہ
اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔	ہوئے وہ بھی اسی روش پر چلیں نہ ان پر خوف حاوی ہوگا
يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ	اور نہ وہ محزون ہونگے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے وہ خوش
وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔	ہونگے کہ اللہ مومنوں کا اجر ضایع نہیں جانے دیتا۔
اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ	یہ وہ لوگ ہیں کہ زخم رسیدہ ہو چکے تھے پھر بھی اللہ و رسول
بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ	کا حکم مانا، ان میں سے جن لوگوں نے حسن عمل اور تقوی کی
اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ	شان دکھائی ان کے لئے بڑا اجر ہے۔
اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ	یہ حسن عمل اور تقوی کی شان دکھانے والے ایسے تھے کہ جب
جَمَعُوْا لَكُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا	لوگوں نے انھیں خبر دی کہ تمہارے خلاف دشمن انبوہ در انبوہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل — تمہیں ان سے ڈرنا چاہئے اس خبر نے بجائے ڈرانے کے ان کا ایمان بڑھادیا اور وہ بول اٹھے کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی بھروسے کے بہترین قابل ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ — یہ کہنا تھا کہ ان پر اللہ کی نعمت اور فضل نے پلٹا کھایا سلامت رہے کوئی قتل، زخم، خوف انھیں چھو تک نہ گیا رضائے الٰہی کی پیروی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

یہ تمام آیتیں انھیں مقتولین مومنین سے متعلق ہیں جو غزوات میں قتل ہو چکے تھے، مجاہد بالنفس کی فضیلت میں کیا کلام ہے؟ مگر ان آیات کو اس سے سروکار نہیں، یہاں مقتولین کی جس حیات و رزق کا تذکرہ ہے وہ انھیں تک محدود ہے اور کلام اللہ نے "الذین" سے خود ان کی تخصیص کردی ہے۔

غلبۂ نصاریٰ

سلطنت چین پر نصاریٰ کے ہجوم کا تذکرہ تھا، فرمایا:۔ نصاریٰ کو غلبۂ دوام ہوگا علت دریافت کی تو یہ آیت پڑھی:۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ — وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنے پاس اٹھانے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن سے تجھے پاک کرنے والا ہوں اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی ان کو کافروں پر قیامت تک کے لئے فائق بنانے والا ہوں، اس کے بعد تمہاری بازگشت میرے پاس ہے۔ پھر میں تمہارے درمیان ان سب میں فیصلہ کردونگا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

فرمایا یہ حکم عموم لفظ کی بنا پر ہے، مفسرین یہاں ناحق غلبۂ اسلام سے بحث کرتے ہیں بے شبہ اللہ تعالیٰ نے امت اسلامیہ کو غلبہ و نصرت کی بشارت دی ہے۔

فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاهِرِیْنَ۔ — ہم نے مومنین کی ان کے دشمنوں کے خلاف تائید کی تو ان کا ظہور و غلبہ نمایاں ہو گیا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ — عزت اور غلبہ اللہ کے لئے ہے رسول اللہ کے لئے اور مومنین کیلئے ہے۔

وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا۔ — اللہ تعالیٰ کفار کو مومنین پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

قاضی شوکانی کی تالیف "ذیل الغمامہ" اسی آیۃ کی تفسیر میں ہے، لیکن:۔

سوئے این بادیہ ہرگز نوزید است نسیم — سینہ بر برق کشائیم وجگر تازہ کنیم

آیت میں صرف اتباع عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ وہ کفار پر غالب رہیں گے، یہ نہیں کہ مسلمانوں پر بھی اُن کو ہمیشہ غلبہ رہے گا۔

پھر اس میں ایک اور نکتہ ہے، اور یہ ایسا نکتہ ہے کہ تمام تفاسیر کا برہم زن ہوگا۔

تا برق جائے شمع بکاشانہ آوریم — آتش بہ آشیانی پروانہ آوریم

"اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ" سے جس طرح نصاریٰ مراد ہیں اسی طرح "اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا" کے مصداق یہود ہیں کیونکہ یہاں کفر کے معنی صرف انکار کے ہیں اور منکرین عیسیٰ علیہ السلام کوئی اور نہ تھے، دعوت عیسوی کو فرصت ہی نہ ملی کہ یہود سے تجاوز کرتی۔ لہٰذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اے عیسیٰ جن لوگوں نے تیری پیروی کی اُن کو ان لوگوں پر تا قیامت فوقیت دوں گا جو تجھ سے منکر ہوئے۔

ظاہر ہے کہ پیروی کرنے والے نصاریٰ تھے اور منکر یہود، ردو قبول عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت انہیں دونوں جماعتوں میں اختلاف تھا جس کے لئے ارشاد ہوا کہ "اے نصاریٰ و یہود، آخر کار تمہیں خدا ہی کے پاس جانا ہے، تمہارے درمیان جو اختلاف ہیں وہیں اُن کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔"

رباطِ خیل

اعداء اللہ سے جہاد کے لئے تاکید محل بحث تھی اور آیۂ "اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا" کی شہادت پیش ہو رہی تھی۔

فرمایا: بے شبہ اقامت ثغور اسلام کے لئے رباط خیل لازم ہے، لیکن اس آیت میں رباط خیل مراد نہیں بلکہ انتظار صلوٰۃ بعد صلاۃ مقصود ہے، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کی روایت میں تصریح کر دی گئی ہے کہ "لَمْ یَکُنْ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوٌ یُرَابَطُ فِیْہِ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی غزوہ ہی ایسا نہ تھا کہ اس میں رباط خیل کی نوبت آتی یا ضرورت پڑتی"۔

آیت مبحوث عنہا یوں ہے:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اے ایمان والو صبر کرو، اپنے مخالفین کے مقابلہ میں استقلال طبع و ثبات قدم کا لحاظ رکھو کہ ایسا نہ ہو ان صفات سے وہ تم پر غالب آئیں و تم ان سے ہٹے رہ جاؤ اور رباط کرو یعنی ایک نماز ہو چکے تو دوسری نماز کے منتظر رہو اور اللہ کے ساتھ تقویٰ کو ملحوظ رکھو شاید تمھیں فلاح ہو۔

دیکھو امید فلاح کو چار چیزوں سے وابستہ کیا ہے:۔

(۱) صبر۔

۲۔ مصابرۃ

۳۔ انتظار صلاۃ بعد صلاۃ۔

۴۔ تقویٰ۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:۔

اما انہ لم یکن فی زمن النبیؐ ہوشیار رہو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

غزوٌ یرابطون فیہ ولکنّھا نزلت فی قوم	کوئی ایسا غزوہ نہ تھا جس میں رباط خیل کی نوبت آتی'
یعمرون المساجد یصلون الصلوات	یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو مسجدیں آباد
فی مواقیتھا ثم یذکرون اللہ فیھا	رکھتے تھے ٹھیک وقت پر نمازیں پڑھتے تھے اور جب نماز

سے فارغ ہوتے تو پھر اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتے۔

دوسری روایت میں خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

الا اُخبرکم بما یمحو اللہُ بہ الخطایا	کیا میں اُس چیز کی خبر تمھیں نہ دوں جس سے اللہ گناہوں
وَیرفع بہ الدرجات ۔	کو مٹاتا اور درجے بڑھاتا ہے ؟

وہ چیزیں یہ ہیں:۔

اسباغ الوضوءِ علی المکارہ	(۱) مکروہات پیش آنے پر پوری طرح وضو کرنا۔
وکثرۃ الخطا الی المساجد	(۲) مسجدوں کی جانب بکثرت قدم اٹھانا۔
وانتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ'	(۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر رہنا۔
فذٰلکم الرباط فذٰلکم الرباط	یہی رباط ہے یہی رباط ہے۔

اس تفسیر کے بعد سر بسجود ہو گئے اور قلب خاشع سے آواز آئی۔

ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ	مجھے کیا ہو گیا؟ میں کیوں نہ اس کی عبادت کروں جس
ترجعون ۔	نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو؟
ءَاَتّخذُ مِن دونہٖ اٰلھۃً اِن یُّرِدْنِ	کیا اُس کے علاوہ دوسروں کو معبود بناؤں جن کی
الرّحمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغنِ عنّی شفاعتُھُم	بے بسی و بے کسی کا یہ عالم ہے کہ اگر اللہ مجھے ضرر پہنچانا
وَلَا ھُم یُنقِذونَ ۔	چاہے تو نہ ان کی سفارش میرے کام آئے اور خود ان کو
	نصرت نصیب نہ ہو۔

ایمان بالنبوۃ

من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا بہشت میں در آیا، اس کے ساتھ محمد رسول اللہ کہنے کی کوئی شرط نہیں، بہشت مومنین صالحین ہی کے لئے ہے۔ جب لا الٰہ الا اللہ کہنا موجب دخول بہشت ہوا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایمان وصلاح یہی ہے کہ انسان لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق وبلاغ صدق پر نظر کرو۔ آپ نے توحید کی تو ہمیشہ تبلیغ کی مگر اپنی نبوۃ کو منوانے پر کبھی زور نہ دیا۔

اس ذیل میں سلسلہ کلام یہاں تک دراز ہوا کہ :-

(۱) دخول جنت کے لئے ایمان باللہ کافی ہے، ایمان بالنبوۃ کی ضرورت نہیں۔

(۲) نجات آخرت وفلاح عقبیٰ مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہیں، ان تمام اقوام کے لئے نجات ہے جو مومن باللہ ہوں۔ مومن بمحمد رسول اللہ ہوں یا نہوں، صلی اللہ علیہ محمد وبارک وسلم۔

گفتگو جب اس نوبت تک پہنچ گئی تو فرمایا :-

ایمان باللہ کے ساتھ ایمان برسول اللہ بھی لازم ہے۔ درجات ایمانی کا ذریعہ تکمیل یہی ہے، یہ نہ ہو تو ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے اللہ پر ایمان لاؤ رسول اللہ پر ایمان لاؤ اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر بھی جو پہلے نازل ہوئی جس نے اللہ کا، اللہ کے فرشتوں کا، اللہ کی کتابوں کا، اللہ کے پیغمبروں کا اور آخرت کے دن کا انکار کیا تو حقیقت میں وہ اتنا گمراہ ہوا کہ اس کی گمراہی دور تک پہنچ گئی۔

ان آیات سے واضح ہے کہ :-

۱- اللہ کے مخاطب وہی لوگ تھے جو اللہ پر ایمان لا چکے تھے، مگر یہ ایمان کامل نہ تھا، اس لئے حکم کیا کہ پھر سے اللہ پر ایمان لائیں، رسول اللہ پر ایمان لائیں کتاب اللہ پر ایمان لائیں۔

۲- مومن کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کا اقرار کرے، اللہ کے فرشتوں کا اقرار کرے اللہ کی کتابوں کا اقرار کرے، یوم آخر کا اقرار کرے، ان میں سے کسی ایک کا بھی جس نے انکار کیا وہ گمراہ ہوا۔

۳"ضلال بعید" کے معنی یہ ہیں کہ "هو الضلال عن الحق بحيث يعسر العود منه إلى سواء الطريق فهؤلاء لا يرتجى لهم ان يعودوا إلى الصراط المستقيم" یعنی حق سے اس طرح گمراہ ہونا کہ پھر راہ راست پر آنا دشوار ہو، یہی ضلال بعید ہے، ایسے گمراہوں کے لئے امید نہیں کہ صراط مستقیم پر لوٹ سکیں۔

اللہ نے ایمان کے جو مدارج قائم کئے ان میں ایمان بر رسول اللہ بھی ہے، جو رسول اللہ پر ایمان نہ لائے وہ ایسا بے ایمان ہے کہ پھر اس کے لئے ہدایت کی امید ہی نہیں یہی ضلال بعید ہے اور اسی کی وعید ہے۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمن عربی

مؤلفہ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب مدظلہ بڑی شان و شوکت اور حسن منظر سے مقبول خاص و عام ہو چکی ہے تفسیر ہذا کو جن اہل علم حضرات نے دیکھی ہے بہت پسند فرمائی ہے مفسرین کے متفقہ اصول القرآن یفسر بعضہ بعضا کی عملی تصویر دیکھنی ہو تو یہ تفسیر دیکھئے ہر آیت کی تفسیر میں کسی دوسری آیت سے استشہاد کیا گیا ہے کاغذ مصری رنگ بہت عمدہ لکھائی چھپائی بہت اچھی سائز ۲۰×۲۶ ضخامت ۴۰۲ صفحات قیمت صرف للعہ

تفسیر ثنائی اردو

یہ تفسیر بہت مفید اور پسندیدہ ہے جس میں خاص خوبی یہ ہے کہ قرآنی مضمون مسلسل معلوم ہوتا ہے ایک کالم میں ترجمہ دوسرے میں تفسیر مع ترجمہ ہے نیچے حواشی میں شان نزول درج ہے اس سے نیچے مختلف حواشی مخالفین (اندرونی و بیرونی) کے متعلق ہیں، اس تفسیر کی آٹھ جلدیں طبع ہو چکی ہیں بعض کو دوسری بار بھی چھپی ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

جلد اول سورہ فاتحہ و بقرہ قیمت ؎ جلد ثانی سورہ آل عمران و نساء قیمت ؎ جلد سوم سورہ مائدہ انعام اعراف قیمت ؎ جلد چہارم از انفال تا سورہ بنی اسرائیل جلد پنجم از بنی اسرائیل تا سورہ شعرا قیمت ؎ جلد ششم از شعراء تا صافات قیمت ؎ جلد ہفتم از سورہ صافات تا سورۂ نجم قیمت ؎ جلد ہشتم از سورہ قمر تا والناس قیمت ؎

نوٹ- جلد پنجم اور ششم گو زیر طبع ہیں پیشگی خریدار کو فی جلد ۸ کے حساب سے دی جائیگی۔

ملنے کا پتہ- مینجر اہل حدیث امرتسر